SURENDRANATH COLLEGE, KOLKATA

سریندر ناتھ کالج ، کولکتہ

B.A. GENERAL

بی۔ اے ۔ جنرل

SEMESTER - IV

URDG-G-LCC (2)

STUDY MATERIAL - 02

DR. BILQUIS BEGUM

Head Of Department, Urdu

SURENDRANATH COLLEGE, KOLKATA.

ڈاکٹر بلقیس بیگم

صدر شعبۂ اردو

سریندر ناتھ کالج، کولکتہ

جدید نظم کا آغاز وارتقاء

اردو میں جدید نظم کا آغاز وارتقاء

اردو نظم نگاری کا دور جدید اس وقت شروع ہوا جب لاہور میں انجم پنجاب کا قیام عمل میں آیا اور محمد حسین آزاد نے جلسوں میں نظم جدید کے حق میں دھوواں دھار تقریریں کیں اور غزل کی بجائے نظم کی وکالت کی۔ اردو میں جدید نظم کا آغاز اٹھارھویں صدی کے وسط سے ہوتا ہے۔ ۱۸۵۷ء سے قبل اردو شاعری فارسی ادب کے زیر اثر نشو ونما پاتی رہی یہی وجہ ہے کہ دور قدیم کی اردو شاعری کا بیشتر سرمایہ مثنویوں، قصیدوں، مرثیوں، غزلوں اور رباعیوں پر مشتمل نظر آتا ہے۔ اُس دور میں کہیں کہیں موضوعاتی نظمیہ شاعری کے نقوش بھی ملتے ہیں جن میں صوفیائے کرام کی نظمیں اردو نظم کی تاریخ میں سنگ میل کا درجہ رکھتی ہیں لیکن ان کی تعداد اور ان کا عرصہ بہت مختصر ہے۔ حضرات صوفیائے کرام کے بعد ایک طویل مدت تک اردو شعرا نے نظموں کی طرف توجہ نہ دی اور اردو نظمیہ شاعری تاریکی میں گم ہو کر رہ گئی۔

عہد وسطیٰ کی اردو شاعری میں نظیر اکبرآبادی کا نام سنہری حرفوں میں لکھے جانے کے قابل ہے۔ نظیر ہی وہ شاعر ہیں جنھوں نے اردو میں نظمیہ شاعری کا ایک بار پھر آغاز کیا۔ سالہا سال اندھیروں میں پڑی نظمیہ شاعری کے تصورات کو جلاء بخشنے کا سہرا نظیر کے سر جاتا ہے۔ انھوں نے اپنے دور کی روایتی شاعری کے خلاف نظم کو اپنے شعری اظہار کا ذریعہ بنایا اور اپنے عہد میں نظمیہ شاعری کر کے اردو شعر و ادب کو ایک نئی شعری جہت بخشی۔ اگر چہ اس دور میں ان کی نظمیہ شاعری کو خواص میں سراہا نہ گیا لیکن عوامی سطح پر ان کی نظمیں بے حد مقبول رہیں۔ نظیر کی نظمیہ شاعری اردو شاعری کے قدیم و جدید دور میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

۱۸۵۷ء کا زمانہ اردو شعر و ادب میں ''جدید دور'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس دور میں علی گڑھ تحریک نے اردو شعر و ادب کو نئے رنگ و آہنگ، نئے سانچے اور نئی سمتوں سے روشناس کرانے کا کارنامہ انجام دیا۔ علی گڑھ تحریک کے زیر اثر اس دور میں اردو شاعری انگریزی اور دوسری مغربی زبانوں سے متاثر ہوئی۔ جدید علوم وفنون اور انگریزی شعر و ادب سے اثر پذیری کے نتیجے میں اردو میں نظم گوئی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ علی گڑھ تحریک کے علمبرداروں نے اردو شاعری کے دائرے کو وسیع کرنے اور اسے نئی جہتوں سے آشنا کرنے کے سلسلے میں ایک ناقابل فراموش رول ادا کیا ہے۔ سرسید احمد خاں شاعری کے افادی پہلو سے بخوبی واقف تھے اس لیے وہ شاعری کو قوم کی اصلاح وتعمیر کے لیے آلۂ کار کے طور پر استعمال کرنا چاہتے تھے اس مقصد کے لیے انھوں نے نظم نگاری کا انتخاب کرنے کی سفارش کرتے ہوئے شعرا

کو نظم گوئی پر آمادہ کیا۔

مغربی علوم کی ترویج و اشاعت کے نتیجے میں اردو داں ادبا و شعرا انگریزی شعر و ادب اور ان کی جدید اقسام و اصناف سے متعارف ہونے لگے تھے ۔ حکومتی سطرح پر حکام بھی جہاں اس مقصد میں کوشاں تھے وہیں بعض انگریز عہداران ایسے بھی تھے جو اردو سے محبت رکھتے تھے اور وہ یہ چاہتے تھے کہ اردو زبان و ادب بھی ترقی کرے تاکہ عالمی ادب کے مقابلے کھڑا ہو سکے۔ اس کے لیے ضروری تھا کی اردو کے ادبا و شعرا مغربی اصناف ادب سے استفادہ کریں۔ چناں اس معاملے میں شعوری کوششیں کی گئیں ۔ اس کے لیے جگہ جگہ ایسی سوسائیٹیاں، انجمنیں اور تعلیمی اداروں کی بنیاد رکھی گئی جہاں مغربی علوم وفنون اور انگریزی شعر و ادب کی تعلیم و تدریس کا اہتمام کیا گیا۔ جلسے منعقد کیے گئے اور ان میں ایسی تقریریں کی گئیں جن سے شعرا کو شعوری بیداری پیدا کرنے کی دعوت پیش کی گئی ۔ انگریزی علوم وفنون، شعر و ادب سے استفادے کی پرزور الفاظ و انداز میں ترغیب دی گئی۔

سرسید کی کوششوں کے نتیجے میں انگریزی ادبیات کے ترجمے اور ادب سے استفادہ کا رجحان پیدا ہو چکا تھا جس کا اثر یہ تھا کہ انگریزی کے اثر سے جدید نظم نگاری کو مرکزی حیثیت حال ہو گئی تھی ۔ فطرت اور سماج کے ان گنت موضوعات پر نظمیں کہی جانے لگی تھیں ۔ یہاں محمد حسین آزاد کی جدوجہد اور انجمن پنجاب کے قیام نے اردو نظم نگاری کو مزیت تقویت بخشی ۔

اٹھارھویں صدی کے وسط ۱۸۵۷ء میں مغربی نظم نگاری کے زیر اثر اردو میں جدید نظم نگاری کا وجود عمل میں آیا۔ اردو شاعری میں جدید نظم نگاری کو متعارف کرانے اور اسے فروغ پہنچانے میں ''انجمن پنجاب'' کا بڑا حصہ ہے نیز اردو کے صاحب طرز ادیب اور باکمال شاعر ''محمد حسین آزاد'' کی ''انجمن پنجاب'' کے توسط سے نظمیہ ادبی خدمات نے جدید نظم نگاری کو عام کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ محمد حسین آزاد نے انجمن کے توسط سے اردو شعرا کو نظم گوئی پر آمادہ کیا جس کے نتیجے میں اردو میں نظم گوئی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

☆ انیسویں صدی میں اردو نظم :

اردو نظم اپنا صد سالہ ارتقائی سفر طے کرتے ہوئے انیسویں صدی میں داخل ہوئی ۔ اردو نظم نے اس صدی میں بھی تاریخ مرتب کرنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ وہ شعرا جنھوں نے اٹھارہویں صدی میں جنم لینے والی جدید نظم کو اظہار خیال کے لیے منتخب کیا، انھوں نے اردو نظموں کے ایسے نادر و بیش قیمت نظموں کے نقش چھوڑے جس نے آنے والی نئی نسل کے شاعروں کو اردو نظم نگاری پر آمادہ کیا۔

اٹھارہویں صدی میں اردو نظم کی داغ بیل ڈالنے والا ادارہ ''انجمن پنجاب'' نہ صرف یہ کہ اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چلتا رہا بلکہ اس نے کئی ادبی حلقوں، اداروں، انجمنوں اور ادبی تحریکوں کو بھی متاثر کیا۔ انجمن پنجاب کے بعد سب سے پہلے اردو نظم کا ہاتھ تھامنے والی آفاقی شخصیت سر سید احمد خاں کی تھی۔ انھوں نے اپنے تعلیمی ادارے اور ادبی تحریک ''جسے علی گڑھ تحریک'' اور ''سرسید تحریک'' بھی کہتے ہیں، کے توسط سے اردو نظم نگاری کو شجر سایہ دار بنانے میں اہم کردار کیا۔ سرسید اردو ادب کی جید اور بے انتہا محترم شخصیت تھے ان کے ادبی تعلیمی خیالات سے اردو کے بے شمار بڑے بڑے ادیب و شعرا اتفاق رکھتے تھے۔ چناں چہ نظم گوئی کے حوالے سے سرسید کی حمایت نے اردو کے معروف و شہرت یافتہ ادبا و شعرا مثلاً حالؔی، شبؔلی، نذیؔر جیسی شخصیات کو بھی اردو نظم گوئی کی جانب مائل کیا۔ سرسید نے نظم نگاری کو اس قدر اہمیت دی کہ ان شعرا و ادبا سے نظمیں لکھنے کی سفارش کی جس کے نتیجے میں اردو ادب ''مسدس حالی''، ''صبح امید''، ''حب وطن'' جیسی شاہکار نظمیں وجود میں آئیں۔

ہم ذیل میں انیسویں صدی کی نظم نگاری کا جائزہ لیں گے نیز اس دور کے نظم نگار شعرا کی نظم نگاری کے کارناموں کو پڑھیں گے جنھوں نے اس روایت کو پروان چڑھانے میں گرانقدر تعاون پیش کیا اور اردو نظم کے دامن کو شاہکار نظموں سے مالا مال کیا۔

☆ انجمن پنجاب اور اردو نظم :

محمد حسین آزاد ''انجمن پنجاب'' کے روح رواں بن چکے تھے، انھوں انجمن پنجاب کے ذریعے اردو کے شعرا کو جدید شاعری کی اہمیت اور افادیت سے آگاہ کرنے کی کامیاب تحریک چلائی۔ محمد حسین آزاد نے ۱۸۶۷ء میں کرنل ہالرائیڈ کی صدارت میں انجمن کے تحت ایک جلسے کا انعقاد کیا، اس جلسے میں محمد حسین آزاد نے ''نظم اور کلام موزوں'' کے نام پر احیائے ادب کے حوالے سے یک اہم تاریخی لیکچر دیا۔ اپنے خطاب میں محمد حسین آزاد نے قدیم شاعری کی خامیاں اور جدید نظمیہ شاعری کے محاسن پر روشنی ڈالی اور شعرا کو جدید نظمیہ شاعری پر آمادہ کیا۔ انجمن پنجاب کے زیر اہتمام ہر ماہ اس نوعیت کے لیکچرز ہونے لگے، ان لیکچرز سے محمد حسین آزاد کا مقصد اردو ادب کو جدید رجحانات و میلانات سے ہم آہنگ کرانا اور اردو شعرا کو جدید نظم پر مائل کرنا تھا۔ محمد حسین آزاد نے انجمن کے جلسوں میں ایک جدت یہ کی کہ جلسے کے اختتام پر روایتی مشاعرے کا اضافہ کر دیا جس سے عوامی دلچسپی مزید بڑھ گئی۔

انجمن پنجاب کے مشاعروں کا آغاز:

انجمن پنجاب کی شہرت کا سب سے بڑا سبب انجمن پنجاب کے مشاعرے تھے۔ انجمن پنجاب کے مشاعروں کا

آغاز ۱۸۷۴ء سے ہوتا ہے ۔ ۱۹/اپریل ۱۸۷۴ء کے منعقدہ پہلے مشاعرے میں محمد حسین آزاد نے نئی شاعری کے امکانات کے موضوع پر ایک عالمانہ مضمون پڑھا اور ''شب قدر'' کے عنوان سے اپنی ایک نظم بھی سنائی ۔ اس نظم سے مقصود یہ ظاہر کرنا تھا کہ اگر شاعر سلیقہ رکھتا ہوتو ہجر و وصال ، عشق و عاشقی ، مینہ و ساقی ، بہار و خزاں کے علاوہ مناظر فطرت کو بھی شاعری کا موضوع بنایا جا سکتا ہے ۔ محمد حسین آزاد کا مضمون اور ان کی نظم کو بہت پسند کیا گیا ۔

انجمن پنجاب کا پہلا مشاعرہ ۱۹/اپریل ۱۸۷۴ء کو منعقد کیا گیا ۔ اس مشاعرے میں محمد حسین آزاد نے خود ایک نظم بعنوان ''شب قدر'' پڑھی ۔ دوسرے مشاعرے جو ۳۰/مئی ۱۸۷۴ء کو ہوا' اس میں ''برسات'' کے موضوع پر نظمیں پڑھی گئیں اور ساتھ ہی اس مشاعرے میں یعنی ۳۰/مئی ۱۸۷۴ء کو انجمن پنجاب نے مصرح طرح کے بجائے ایک مخصوص موضوع پر نظم لکھ کر مشاعروں میں شرکت کا علان کیا ان میں اکثر مشاعروں میں مولانا حالؔی نے بھی شرکت کی ۔ محمد حسین آزاد کی کوشش کامیاب ہوئی اور روایتی غزل پڑھنے کے بجائے اس مشاعرے میں ''برسات'' کے موضوع پر موضوعاتی نظمیں پڑھی گئیں ۔

اس مشاعرے میں الطاف حسین حالؔی نے پہلی بار شرکت کی اور اپنی مشہور نظم ''برکھا رُت'' سنائی ۔ اس مشاعرے میں حالؔی کے علاوہ ذوق کاکوروی وغیرہ بھی شامل تھے ۔ انجمن کا تیسرا مشاعرہ ۳۰/جون ۱۸۷۴ء کو منعقد ہوا جس میں ''زمستان'' کے عنوان سے نظمیں پڑھی گئیں ۔ چوتھے مشاعرے میں جو ۳/اگست ۱۸۷۴ء کو منعقد ہوا' اس میں ''امید'' کے عنوان پر نظمیں پڑھی گئیں ۔ اس طرح کچھ وقفے کے ساتھ انجمن کے کل گیارہ مشاعرے ہوئے جن میں مختلف موضوعات کے تحت نظمیں کہی گئیں حالؔی نے پہلے مشاعرے کے علاوہ مزید تین مشاعروں میں شرکت کی جن میں بالترتیب ''نشاط امید'' ، ''حب وطن'' ، ''مناظرۂ رحم و انصاف'' نظمیں پڑھیں ۔ چوتھا مشاعرہ ۳/اگست ۱۸۷۴ء کو' امید' کے موضوع کے تحت منعقد کیا گیا ۔ اس طرح وقفے وقفے سے کل گیارہ مشاعرے ہوئے جس میں اکثر شریک ہونے والے شعرائے کرام میں خود محمد حسین آزاد' مولانا الطاف حسین حالؔی' انور حسین' ذوق کاکوروی' اشرف بیگ' قادر بیگ' مضطر دہلوی' راحت دہلوی' مرزا مشرف بیگ دہلوی' امام بخش' کرشن لعل اور دیگر بہت سارے شعرا شامل ہیں ۔ اس کے بعد لاہور میں ایسے مشاعروں کا سلسلہ چل نکلا ۔

انجمن پنجاب کے مشاعروں سے اردو شاعری میں نظم نگاری کو مرکزی حیثیت حاصل ہوگئی ۔ سماج اور فطرت کے ان گنت موضوعات و مسائل پر نظمیں لکھی جانے لگیں محمد حسین آزاد نے انجمن پنجاب کے ذریعے جو داغ بیل ڈالی تھی وہ سارے ملک میں پھیل گئی ۔ روشن خیال شعرا نے اس شعری صنف کا استقبال کیا ، نہ صرف یہ کہ بڑے پیمانے پر نظمیہ شاعری کی جانے لگی بلکہ اردو کے نامور شعرا اِسے عام کرنے میں جُٹ گئے ۔ روز بہ روز مشاعروں کی تعداد میں اضافہ

ہونے لگا۔مشاعروں کی شہرت ہونے لگی اور اخبار و رسائل میں ان مشاعروں کی تعریف میں بہت کچھ لکھا گیا۔ ملک بھر میں ''انجمن پنجاب'' کی تقلید میں ادبی حلقے، ادارے اور انجمنیں تشکیل دی گئیں۔میرٹھ میں ''نظم سوسائٹی'' دہلی میں ''دہلی لٹریری سوسائٹی'' قایم کی گئی۔ جہاں انجمن پنجاب کے نقش قدم پر چلتے ہوئے موضوعاتی نظمیں پیش کی گئیں۔بعض ادبی گرہوں کی جانب سے ان مشاعروں کی مخالفت ہوئی اور تنقیدیں بھی کی گئیں، یہاں تک کہ بعض اخبارات نے محمد حسین آزاد کی مخالفت میں تبصرے بھی شایع کیے۔بالآخر ۱۸۷۵ء میں مشاعرے بند ہوگئے لیکن محمد حسین آزاد نے انجمن پنجاب کے توسط نے جس جدید نظم کی بنیاد رکھی تھی مخالفتوں سے اس کی رفتار نہ تھمی بلکہ آہستہ آہستہ جدید نظم کی روایت مظبوط و مستحکم ہوتی چلی گئی ااور انجمن پنجاب کے مشاعروں کے ذریعے ایسی نظموں کا ایک وافر ذخیرہ جمع ہوگیا جس نے آنے والے دور میں نظم کی تحریک اور جدید شاعری کے رجحان کی رہنمائی کی۔

انجمن پنجاب کے مشاعرے:

انجمن پنجاب نے کل گیارہ (۱۱) یا نو (۹) مشاعرے مختلف وقتوں میں مختلف موضوعات کے تحت منعقد کیے۔یوں تو مشاعروں کی تعداد میں اختلاف پایا جاتا ہے اور بعض پہلے مشاعرے کو جلسے کا نام دیتے ہیں کہ اس میں آزاد نے تقریر کی اور مشاعروں کا اعلان کیا۔یہاں ان مشاعروں کا اجمالی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

- **پہلا جلسہ:**

یہ ایک جلسہ تھا اسے ناقدین نے مشاعرہ تسلیم نہیں کیا۔۱۹/اپریل ۱۸۷۴ء کو منعقد کیا گیا۔اس مشاعرے میں محمد حسین آزاد نے خود ایک نظم بعنوان ''شب قدر'' پڑھی۔

- **پہلا مشاعرہ:**

پہلا مشاعرہ ۳۰/مئی ۱۸۷۴ء کو ہوا' اس میں ''برسات'' کے موضوع پر نظمیں پڑھی گئیں اور ساتھ ہی اس مشاعرے میں یعنی ۳۰/مئی ۱۸۷۴ء کو انجمن پنجاب نے مصرح طرحہ کے بجائے ایک مخصوص موضوع پر نظم لکھ کر مشاعروں میں شرکت کا علان کیا۔

- **دوسرا مشاعرہ:**

دوسرا مشاعرہ ۳۰/جون ۱۸۷۴ء کو منعقد ہوا جس میں ''زمستان'' کے عنوان سے نظمیں پڑھی گئیں۔اس مشاعرے میں حسب ذیل ۹/شعرا شریک ہوئے۔

شاہ انور حسین ہما، مرزا اشرف بیگ اشرفؔ، منشی الٰہی بخش رفیق

محمد حسین آزاد، مولوی محمد مقرب علی، مولوی اموجان ولی

مولوی وقار بخش، مولوی عطاء اللہ خاں عطا، مولوی علاؤالدین محمد

تیسرا مشاعرہ:

تیسرے مشاعرے میں جو ۳۰ راگست ۱۸۷۴ء کو منعقد ہوا' اس میں ''امید'' کے عنوان پر نظمیں پڑھی گئیں۔ حالی نے اس مشاعرے میں نظم ''نشاط امید'' اور آزاد نے اپنی نظم بعنوان ''صبح امید'' پڑھی۔ آغا محمد باقر نے اس مشاعرے میں درج ذیل شعرا کی شرکت کی اطلاع دی ہے۔

الطاف حسین حالؔی، مرزا محمد بیگ خان فکری، عبداللہ بیگ مضطرؔب

مرزا محمود بیگ راحت، شاؔعر دہلوی، مولوی اموجان ولی

محمد حسین آزاد، مرزا اشرف بیگ اشرؔف، شاہ انور حسین ہما،

مولوی عطاء اللہ خاں عطا، منشی الٰہی بخش رفیق۔

چوتھا مشاعرہ:

چوتھا مشاعرہ یکم ستمبر ۱۸۷۴ء کو منعقد ہوا۔ اس مشاعرے میں حالؔی اور آزاد نے ''حب وطن'' کے عنوان سے نظمیں پڑھیں۔ اس مشاعرے میں درج ذیل شعرا نے شرکت کی۔

الطاف حسین حالؔی، ۲۔ پنڈت کرشن لال طالب، ۳۔ ملا گل محمد ولی،

مفتی امام بخش، مصر رام داس قابؔل، مولوی اموجان ولی

محمد حسین آزاد، منشی علاؤالدین صافؔی، شاہ انور حسین ہما،

عطاء اللہ خاں عطا، شیخ الٰہی بخش رفیق، لالہ گنڈامل،

سید اصغر علی لکھنوی حقیؔر

پانچواں مشاعرہ:

پانچواں مشاعرہ اکتوبر ۱۸۷۴ء کو منعقد ہوا۔ اس مشاعرے کا موضوع ''امن'' تھا۔ اس مشاعرے میں آزاد نے اپنی نظم بعنوان ''خواب امن'' پڑھی۔ اس مشاعرے میں درج ذیل شعرا نے شرکت کی۔

منشی پچھمن داس برہم،　　مولوی گل محمد عاؔلی،　　مولوی محمد صادق الحسین،
منشی امام بخش،　　مصر رام داس قاؔبل　　محمد حسین آزاد،
سید اصغر علی لکھنوی حقیؔر،　　مولوی سلطان علاؤالدین،　　محمد قریش حنفی قداری صاؔفی،
عطاء اللہ خاں عطا،　　مولوی اموجان ولی دہلوی۔

چھٹا مشاعرہ:

چھٹا مشاں عرہ ۱۴ر نومبر ۱۸۷۴ء کو منعقد ہوا۔ اس مشاعرے کا موضوع ''انصاف'' تھا۔ اس مشاعرے میں حاؔلی نے اپنی نظم ''مناظرۂ رحم و انصاف'' کے عنوان سے اور آزاد نے اپنی نظم بعنوان ''دادِ انصاف'' پڑھی اس مشاعرے کے شرکاء و شعرا کے نام درج ذیل ہیں:

مولوی محمد فصیح الدین رنجؔ،　　مولوی محمد شریف،　　مصر رام داس قاؔبل،
منشی پچھمن داس برہؔم،　　میر انور حسین ہماؔ،　　سید اصغر علی لکھنوی حقیؔر،
مولوی گل محمد عاؔلی،　　شیخ الٰہی بخش رفیق،　　منشی امام بخش،
مولوی عطاء اللہ خاں عطا،　　الطاف حسین حاؔلی،　　محمد حسین آزاد،
پنڈت کرشن لال،　　مرزا محمد اکبر خاں خاوؔر۔

یہ مشاعرہ بہت کامیاب رہا۔ اس مشاعرے میں ان شعرا کے علاوہ متعدد ہندوستانی اہل قلم اور معززین بھی شریک تھے۔ ان شرکاء میں پٹیالہ کے صدر اعظم اپنے وزیر تعلیم اور دیگر حکام کے ساتھ تشریف لائے۔ نیز انجمن کے بانی کرنل ہالرائیڈ بھی شریک جلسہ تھے جو اس مشاعرے کی کامیابی بے نہایت محظوظ ہوئے۔

ساتواں مشاعرہ:

ساتواں مشاعرہ ۱۹ر دسمبر ۱۸۷۴ء کو منعقد ہوا۔ اس مشاعرے کا موضوع ''مروت'' تھا لیکن آزاد نے اس میں ''وداعِ انصاف'' کے عنوان سے نظم پڑھی۔ چوں کہ حاؔلی لاہور سے جا چکے تھے اس لیے وہ اس میں اور اس کے بعد کے مشاعروں میں شریک نہ تھے۔ اس مشاعرے میں درج ذیل شعرا نے شرکت کی۔

ملا گل محمد عاؔلی،　　مولوی سلطان علاؤالدین محمد قریشی،　　محمد شریف،
منشی پچھمن داس برہؔم،　　مصر رام داس قاؔبل،　　مولوی عطاء اللہ خاں عطا،
شیخ الٰہی بخش رفیق،　　میر انور حسین ہماؔ،　　منشی امام بخش،

سید اصغر علی لکھنوی حقیرؔ، مولوی اموجان ولیؔ، پنڈت کرشن لال طالبؔ،

مولوی محمد سعید، محمد حسین آزاد،

آٹھواں مشاعرہ:

آٹھواں مشاعرہ ۳۰ ر جنوری ۱۸۷۵ء کو منعقد ہوا۔ اس مشاعرے کا موضوع ''قناعت'' تھا۔ اس مشاعرے میں آزاد نے اپنی نظم ''گنج قناعت'' پڑھی۔ اس مشاعرے میں نی صرف شعرا بلکہ ہندوستان کی دیگر معزز شخصیات بھی شریک ہوئیں۔ درج ذیل شعرا اس مشاعرے میں شریک رہے۔

منشی پچھمن داس برہمؔ، ملا گل محمد عالیؔ مولوی سلطان علاؤالدین محمد قریشی،

لالہ تاراچند لالہ دین دیال عاجزؔ، شیخ مولا بخش بلند لاہوری

جولا سہاء خرم مصر رام داس قابلؔ، میاں محمد حیات فیض

میر انور حسین ہماؔ مولوی عطاء اللہ خاں عطا، شیخ الٰہی بخش رفیق،

سید اصغر علی لکھنوی حقیرؔ، مفتی امام بخش، مولوی محمد سعید،

محمد حسین آزاد، پنڈت جواہر لال نہرو۔

اس مشاعرے میں ملک بھر سے معزز شخصیات جمع ہوئی تھیں۔

نواں مشاعرہ:

نواں مشاعرہ ۱۳ ر مارچ ۱۸۷۵ء کو منعقد ہوا۔ اس مشاعرے کا موضوع ''تہذیب'' تھا۔ اس مشاعرے میں آزاد نے مثنوی کی ہیئت میں لکھی اپنی نظم ''مصدر تہذیب'' پڑھی۔ اس مشاعرے کی تفصیلی حالات نہیں ملتے۔ اور نہ ہی اس کے بعد انجمن کے اردو مشاعرے ملتے ہیں۔

انجمن پنجاب کے اردو شاعری پر اثرات

انجمن پنجاب نے اردو ادب پر گہرے نقوش چھوڑے۔ جلسوں میں پڑھے گئے مضامین پر مباحث و تنقید کی اجازت نے شرکائے جلسہ کی علمی اعتبار سے تربیت کا کام کیا۔ اس کے باعث شرکائے جلسہ میں علمی نقطہ پیدا کرنے اور صحت مند تنقید کو قبول کرنے کا مزاج پیدا کیا۔ ہندوستان میں مجلسی تنقید کی اولین روایت کو اسی انجمن نے فروغ دیا۔ علمی امور میں عالی ظرفی، کشادہ نظری، اور وسعت نظر کے تجربات کی ترویج ہوئی۔

☆ مشاعروں کی جدت:

انجمن پنجاب کے زیراہتمام جو مشاعرے منعقد کیے جاتے تھے ان میں ایک جدت پیدا کی گئی تھی کہ ان مشاعروں کے لیے طرح مصرعہ کے بجائے نظم کے لیے موضوع کا انتخاب کیا جاتا اوراور شعرائے کرام کو ان موضوعات پر طبع آزمائی کے دعوت دی جاتی۔ شعرا مقررہ مشاعرے میں منتخبہ موضوع پر نظمیں لکھ کر لے جاتے اور اپنی نظمیں سنایا کرتے۔ انجمن پنجاب کے مشاعروں کی وجہ سے اردو شاعری میں تین اہم رجحانات نے فروغ پایا جو درج ذیل ہیں:

- نیچرل شاعری
- شاعری میں مناظر قدرت کا بیان
- حب الوطنی شاعری

یہ تین وہ رجحانات ہیں جو انجمن پنجاب کے مشاعروں سے قبل کی اردو شاعری میں عنقا تھے۔ انجمن پنجاب نے اپنے مشاعروں کے ذریعے اردو شاعری میں ''نیچرل شاعری''، ''مناظر قدرت کا بیان'' اور ''حب الوطنی'' شاعری کا آغاز کیا۔ یہاں ہم ذیل میں ان کی مختصر معلومات اور اس کی مثالیں پیش کررہے ہیں۔

☆ نیچرل شاعری:

انجمن پنجاب کے مشاعروں کی وجہ سے اردو میں نیچرل شاعری کا آغاز ہوا۔ مولانا محمد حسین آزاد اور مولانا حالؔی نے انجمن کے مشاعروں میں اپنی نظموں سے اس نیچرل شاعری کی بنیاد ڈالی۔ یہاں نیچرل شاعری سے مراد ایسی شاعری جس میں مبالغہ نہ ہو، صاف اور سیدھی باتوں کو کچھ اس انداز میں بیان کیا جائے کہ لوگ لطف اندوز ہوں۔ انجمن کے مشاعروں نے اردو شاعری میں ذہنی، فکری اور تہذیبی انقلاب پیدا کیا۔ حب الوطنی، انسان دوستی، مروّت، محنت، اخلاق و معاشرت جیسے متعدد و مختلف موضوعات کو مشاعروں کا موضوع بنایا۔ اس موضوعاتی نظمیہ شاعری نے خیالی اور رسمیہ عشقیہ شاعری کو بدل کر رکھ دیا۔ مبالغہ آمیز خیالات کو چھوڑ کر ہر قسم کے فطری اور حقیقی جذبات کو سادگی اور صفائی سے پیش کرنے پر زور دیا گیا، جسے اُس زمانے میں نیچرل شاعری کا نام دیا گیا۔

☆ منظر کشی:

نظموں میں مناظر قدرت کی منظر کشی اگرچہ کوئی نئی بات نہ تھی اور نہ ہی یہ انجمن کے مشاعروں کی پیداوار تھی، اس لیے کہ انجمن پنجاب سے قبل بھی نظیر کے یہاں اس کے متعدد نمونے ملتے ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ انجمن کے مشاعروں سے قبل مناظر قدرت کی منظر کشی کی کوئی مستقل صورت نہ تھی اور نظیر کے علاوہ کسی دوسرے شاعری کی توجہ بھی اس جانب دکھائی نہیں پڑتی۔ اس کی سنگ بنیاد انجمن کے مشاعروں سب سے پہلے مولانا حالی نے اپنی نظم ''برکھا رُت'' میں برسات کے مختلف مناظر و پہلوؤں کی تصویر کھینچ کر فطرت کی ترجمانی کی۔

☆نظم ''ابر کرم'':

ابر کرم ایک ایسی نظم ہے جس میں مناظر قدرت کی عکاسی کی گئی ہے۔گرمی کا سماں پھر برسات اور گھٹاؤں کا ذکر ہے۔جس میں داخلی تاثر اور فطری رچاؤ لتا ہے۔گرمی کے بعد جب برسات ہوتی ہے تو چاروں طرف شادابی نظر آتی ہے

☆حب الوطنی شاعری:

اردو میں اخلاقی شاعری اکا عنصر زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے لیکن ملک کے سیاسی حالات وواقعات نے بڑی تیزی کے ساتھ رُخ بدلا تھا۔انجمن پنجاب کے مشاعروں نے اس بدلے ہوئے مزاج کو پھر سے بلکہ نئی توانائی کے ساتھ معمول پر لا کھڑا کیا۔حالؔی وآزاد نے قوم کو اخلاقی سبق سکھانے کی جی جان سے کوشش کی۔حب الوطنی کے جذبات قدیم شاعری میں بھی محدود پیمانے پر ہی ملتے ہیں۔حب الوطنی پر مبنی کی شاعری کی بنیاد وسیع پیمانے پر انجمن پنجاب کے مشاعروں کی مرہون منت ہے۔اس عنوان پر مولانا حالؔی اور محمد حسین آزاد نے کامیاب نظمیں لکھیں۔

☆ترقی پسند تحریک اور اردو نظم نگاری

ترقی پسند شاعروں نے غزل کے مقابلے نظم کو اس لیے پسند کیا کہ انھیں غزل میں پیغام کی گنجائش کم نظر آئی۔اردو نظم نگاری نے اس سلسلے میں گراں قدر خدمات انجام دیں اور اہم رول ادا کیا ہے۔اسرار الحق مجازؔ، مخدوم محی الدین، وامقؔ جونپوری، معین احسن جذبؔی، فیض احمد فیضؔ، سردار جعفری، سکندر علی وجدؔ، غلام ربانی تاباںؔ، احمد ندیمؔ قاسمی، جگن ناتھ آزادؔ، ساحرؔ لدھیانوی انیسویں صدی کے وہ شعرا ہیں جنھوں نے اس صدی میں اپنی نظموں سے زمانے کی سمتوں ہی نہیں بلکہ مزاج وررویے کا تعین کیا۔

ترقی پسند تحریک نے اردو شاعری میں نئے آہنگ کا اضافہ کیا۔انھوں نے اقبؔال سے فکر کی صلابت، حیاب بخش لب و لہجہ اور شعر میں تپش کا انداز لیا۔جوشؔ کے خطیبانہ بلند آہنگ اور گھن گرج والی نظموں نے س کمی کو پورا کیا جن کا اکتساب اقبالؔ کی نظموں سے نہ کیا جا سکا تھا۔جوش کی نظموں نے ملک میں بڑھتے ہوئے تحریک آزادی کے جوش کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ترقی پسندوں میں ابتدا ہی میں نمایاں مقام حاصل کرنے والے شاعروں میں جوش کے علاوہ مجازؔ، مخدومؔ محی الدین، جذبی اور علی سردار جعفری کے نام اور ان کی نظمیہ شاعری قابل ذکر ہیں۔ان کے علاوہ فراقؔ گورکھپوری، رضی عظیم آبادی، شہاب ملیح آبادی، شمیم کرہانی جیسے نوجوان شعرا جو انقلاب اور آزادی کے جذبے سے سرشار تھے وہ اسی سرشاری کا اپنی نظموں اظہار کر رہے تھے۔

☆ترقی پسند شاعری کے شعری رجحانات:

ترقی پسند تحریک کے مقاصد کو اپنانے والے شاعری ''ترقی پسند شاعری'' کہلاتی ہے۔ترقی پسند تحریک کا نظریہ ادب ''ادب برائے زندگی'' کا قائل تھا۔اس تحریک سے وابستہ ادبا وشعرا کا کہنا یہ تھا کہ ادب اور شاعری سماج میں پیدا ہوتے ہیں اور ادیب وشاعر بھی سماج کا حصہ ہوتے ہیں۔اس لیے ادیبوں اور شاعروں کو بھی سماج کو بہتر بنانے میں اپنا حصہ ادا کرنا چاہیے۔

ترقی پسند تحریک کے شعرا کے یہاں انقلابی رجحانات ملتے ہیں۔وہ انقلاب اور آزادی کے نغمے پیش کرتے نظر آتے ہیں۔ترقی پسند شعرا عشق ومحبت سے دامن چھڑا کر وطن اور قوم کی خدمت کو ترجیح دیتے ہیں۔وہ ایسا انقلاب بپا کرنا چاہتے ہیں جس میں دولت کی مساوی تقسیم ہو اور سماجی نابرابری ختم ہو سکے۔بعض شعرا انقلاب برپا کرنے میں اس حد تک آگے بڑھ گئے کہ وہ اپنے محبوب کو میدان کارزار تک میں لے آئے ہیں۔

ترقی پسند شاعری میں جہاں موضوعات کا تنوع ملتا ہے وہیں ہیئت کے تجربے بھی ملتے ہیں۔حالاں کہ اردو شاعری میں معریٰ نظم کے تجربے پہلے کیا جا چکے تھے لیکن ترقی پسند شعرا نے معریٰ نظم کے ساتھ آزاد نظم کے تجربے بھی کیے اور آزاد نظم کو ایک مستقل صنف سخن کے طور پر روج دیا۔اس کے علاوہ انگریزی اور ہندی کی بھی بعض اصناف سخن کو اردو شاعری میں جگہ دی۔ہیئت کے اعتبار سے اردو شاعری کے دامن کو وسیع کرنے میں ترقی پسند شاعری نے اہم حصہ ادا کیا ہے۔ادادبی تحریک نے ہماری شاعری کو نہ صرف متاثر کیا بلکہ اس میں انقلابی تبدیلیاں بھی پیدا کیں۔

☆اردو شاعری کو ترقی پسندی کی دین:

ترقی پسند تحریک نے اردو شاعری میں نئے آہنگ کا اضافہ کیا۔ترقی پسندوں نے اقبالؔ سے فکر کی صلابت، حیات بخش لب ولہجہ اور شعر میں تپش کا انداز لیا نیز اقبال کی رومانی جذباتیت وعشق کی سرمستی سے بھی استفادہ کیا۔جوش کے خطیبانہ بلند آہنگ اور گھن گھرج والی شاعری سے فکری گہرائی کو حاصل کرنے کی کوشش کی۔

ترقی پسندوں میں ابتدا ہی میں شاعری میں اپنا مقام بنانے والوں میں مجازؔ، مخدومؔ، جذبیؔ، جعفری، فیضؔ اور فراقؔ گھورکھپوری وغیرہ قابل ذکر ہیں۔سن ۴۳ ،۴۴ء کے نئے شاعروں کے گروہ میں سلام مچھلی شہری، علی جواد زیدی، اختر انصاری اور مسعود اختر جمال نے شہرت حاصل کی۔ان کے بعد کے زمانے میں کچھ ایسے شعرا بھی ہوئے جنھوں نے اپنی جدید شاعری کے سبب خاصا نام کمایا اور مشہور ہوئے ان میں کیفیؔ اعظمی، جاں نثار اختر ن، ساحر لدھیانوی، مجروح سلطان پوری، اختر الایمان اور احمد ندیم قاسمی قابل ذکر ہیں۔یہاں ان شعرا کی نظم نگاری پر مختصر روشنی ڈالی جا رہی ہے۔